REGD No. L. 5254

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فون نمبر ۴۹

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ
عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ

الفضل

ربوہ

یوم سہ شنبہ

۲۲ ذی الحجہ ۱۳۷۸ھ

فی پرچہ ۱۲

جلد ۴۸/۱۳ ۔ ۳۰ احسان ۱۳۳۸ ھش ۔ ۳۰ جون ۱۹۵۹ء ۔ نمبر ۱۵۲

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

”رات نیند اچھی آئی ۔ اس وقت عام طبیعت نسبتاً اچھی ہے“

محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب ۔ مری

مری ۲۹ جون بوقت ۸ بجے صبح بذریعہ فون ۔ کل حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے پہلے کی نسبت بہتر رہی ۔ گو ہلکا اعصابی ضعف رہا ۔ رات نیند اچھی آئی ۔ اسوقت عام طبیعت نسبتاً اچھی ہے ۔

احباب جماعت حضور کی کامل شفایابی کیلئے التزام کے ساتھ درد دل سے دعائیں جاری رکھیں ۔

خاکسار:۔ (ڈاکٹر) مرزا منور احمد

بوقت ۸ بجے صبح ۔ مری ۲۹ جون ۱۹۵۹ء

محترم چوہدری عبد اللہ خان صاحب اور محترم خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب کی وفات پر

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کی تعزیتی قرار دادیں

ربوہ ۔ مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے محترم چوہدری عبد اللہ خان صاحب اور محترم خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب کی وفات پر حسب ذیل تعزیتی قرار دادیں منظور کی ہیں ۔

(۱) مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ محترم چوہدری محمد عبد اللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی و رکن صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی وفات پر غم و اندوہ کا اظہار کرتی ہے محترم چوہدری صاحب مرحوم ۔ اخلاص ۔ فدائیت ۔ قربانی اور انتظامی قابلیت میں قابل رشک نمونہ تھے ۔ انہوں نے کراچی میں نسبتاً کمزور جماعت کو پایا ۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے خدا کے فضل سے اسے ہر جہت سے ایک مثالی جماعت بنا دیا ۔ ان کی کوششوں کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس انصار اللہ کراچی جملہ مجالس انصار اللہ میں ایک ممتاز مقام حاصل کر چکی ہے ۔ آپ ہر تحریک میں ہمیشہ مرکز سے تعاون فرماتے رہے ۔ مرحوم نے ایسے وقت میں وفات پائی ۔ جبکہ ان کے سپرد سلسلہ کے نہایت اہم اور ذمہ داری کے کام تھے ۔ اور وہ بڑی ہمت اور اخلاص سے ان کو بطریق احسن سرانجام دے رہے تھے ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس کے لئے اجر عظیم عطا فرمائے ۔ اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ دے اور ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے آمین ۔

(باقی دیکھیں صفحہ ۸ پر)

ہمدردی کے پیغامات پر شکریہ کا اظہار

محترم جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نائب صدر عالمی عدالت ۔ ہیگ ۔

عزیز عبد اللہ خان کی وفات پر بہت سے بزرگان اور احباب کی طرف سے تعزیت اور ہمدردی کے پیغام وصول ہو رہے ہیں ۔ عبد اللہ خان سلسلہ کا سچا اور مخلص خادم تھا ۔ اس کی وفات صرف ہمارے لئے ہی صدمہ نہیں ہے ہر خادم سلسلہ اس جدائی کو محسوس کرتا ہے ۔ ہم سب کو احباب کے صدمہ کا احساس ہے ۔ اور ہم سب ان کی ہمدردی کے ممنون ہیں ۔ اور ہمارے دل اس سے تسلی پاتے ہیں ۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے ۔ انکی دعاؤں کو سنے اور ہمارے پیارے بھائی کو اپنی رحمت کے سائے تلے جگہ دے ۔ اور جنت الفردوس کو اس کا مقام بنائے ۔ آمین

میں علیحدہ علیحدہ تمام بزرگان اور احباب کی خدمت میں جواب لکھنے سے قاصر ہوں ۔ الفضل کے ذریعہ سب کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں ۔ اللہ تعالیٰ انہیں ان کی ہمدردی اور جذبۂ اخوت کا بہتر سے بہتر اجر عطا فرمائے ۔ آمین

خاکسار:۔ ظفر اللہ خان

دی ہیگ ۲۲ جون ۱۹۵۹ء

محترم خانصاحب مولوی فرزند علی صاحب مرحوم کی وفات پر

وانڈزورتھ روٹری کلب کی طرف سے تعزیت کا اظہار

لنڈن (بذریعہ تار) محترم مولود احمد خان صاحب امام مسجد لنڈن نے بذریعہ تار اطلاع دی ہے کہ مورخہ ۲۶ جون ۱۹۵۹ء کو وانڈزورتھ روٹری کلب لنڈن نے یہاں اپنے ایک خاص اجلاس میں سابق امام مسجد لنڈن محترم خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب مرحوم کی وفات پر دلی تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے مرحوم کو شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا ہے ۔ یاد رہے محترم خان صاحب مرحوم ۱۹۳۲ء سے جبکہ آپ بحیثیت امام مسجد لنڈن انگلستان میں مقیم تھے ۔ اس روٹری کلب کے اعزازی ممبر چلے آ رہے تھے ۔

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر بی ۔ اے ۔ ایل ایل ۔ بی

روزنامہ الفضل ربوہ مورخہ ۳۰ جون ۱۹۵۹ء

کیا عقل تباہی سے بچا سکتی ہے

"برٹرانڈ رسل" برطانیہ کے مشہور و معروف مفکر ہیں۔ ان کا شمار مغرب کے بڑے بڑے دانشمندوں میں ہوتا ہے۔ حال ہی میں انہوں نے ایک کتابچہ تحریر فرمایا ہے جس کا نام ہے "عقل سلیم اور جوہری جنگ و جدل"

اس کتابچہ کا دو لفظوں میں خلاصہ یہ ہے کہ اگر اقوام کی جنگ و جدل کی پالیسی یہی رہی۔ جو ہے تو خواہ جوہری قوت پر کتنی ہی پابندیاں عائد کر دی جائیں۔ خواہ تمام موجودہ جوہری ہتھیار ضائع بھی کر دیئے جائیں۔ تو یہ امکان پھر بھی باقی رہتا ہے۔ کہ جنگ میں جوہری قوت استعمال کی جائے گی۔ اور دنیا تباہ ہو کر رہے گی۔

فاضل مصنف نے اعداد و شمار سے بتایا ہے کہ ایک جوہری جنگ میں دنیا کو ایک خاص مدت کے اندر کتنا نقصان پہونچ سکتا ہے آپ نے جوہری جنگ و جدل کی وسعتوں کا بھی اندازہ کیا ہے۔ اور بتایا ہے۔ کہ جتنی ترقی اس وقت تک ہوئی ہے۔ وہ جنگ کی صورت میں کیا قیامت ڈھا سکتی ہے اور آئندہ ترقی جس کا اندازہ کرنا مشکل ہے ایسی تباہی میں کہاں تک اضافہ کر سکتی ہے۔

آپ نے یہ امکان بھی واضح کیا ہے کہ مثلاً اگر امریکہ چاند کو بم اندازی کا تختہ بنائے۔ اور روس پر ٹھیک نشانہ باندھ کر بم گرائے تو جتنی مدت میں یہ بم روس میں گریں گے۔ روس امریکہ کا بھرکس نکال دیگا۔ اور بعد میں امریکی بم روس میں گر کر اس کا تیا پانچا کر دیں گے۔

فاضل مصنف نے ٹھوس ثبوت اور تفاصیل پیش کر کے بتایا ہے۔ کہ اگر یہ اقوام اپنی پالیسی میں تبدیلی نہ کریں۔ اور جنگ جوئی کی پالیسی پر قائم رہیں۔ جیسا کہ اس وقت ہے۔ تو خواہ کتنی احتیاطیں برتی جائیں۔ خواہ کتنے معاہدے کئے جائیں۔ خواہ جوہری طاقت پر کتنا پہرہ بٹھایا جائے۔ یہ بہت ممکن ہے کہ کسی آئندہ جنگ میں جوہری قوت استعمال میں لائی جائے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ محض کوئی مقامی جھڑپ ایسی صورت اختیار کرلے۔ کہ دونوں بلاک جوہری طاقت استعمال کر ڈالیں۔ اس لئے فاضل مصنف اس بات پر زور دیتا ہے کہ عقل سلیم کا تقاضا یہ ہے کہ جنگجوئی کی ذہنیت تبدیل کر دی جائے۔ اور اقوام میں باہمی دشمنی کے جذبات کی بجائے رواداری اور نیکی کے جذبات ابھارے جائیں۔

رسل صاحب کا یہ کتابچہ "پاکستان ٹائمز لاہور" میں بالاقساط شائع ہو رہا ہے۔ اور ابھی تک اس کتاب کے چند باب ہی شائع ہوئے ہیں۔ اس لئے ہم اس وقت نہیں کہہ سکتے کہ فاضل مصنف آخر کس نتیجہ پر پہونچے ہیں تاہم آپ کے ابتدائی اقوال سے اتنا ضرور واضح ہوتا ہے کہ آپ متحارب اقوام کو یہی مشورہ دیتے ہیں کہ وہ باہم دشمنی کے جذبات دلوں سے نکال دیں۔ اور ایک دوسرے سے مساویانہ طریق اختیار کریں۔ چاہیئے کہ جنگجوئی کی ذہنیت ختم کر دی جائے اور ایک دوسرے کے مفاد میں باہمی تعاون کیا جائے۔ اور باہمی محبت کے رجحانات نشوونما پا جائیں۔

ایسا کیوں کیا جائے۔ اس کی وجہ فاضل مصنف کے خیال میں یہی ہے۔ کہ اگر ایسا نہ کیا جائے گا۔ تو ایک نہ ایک دن دنیا تباہ ہو کر رہے گی۔ اور نہ فاتح رہیں گے اور نہ مفتوح بلکہ ہو سکتا ہے کہ کرۂ ارضی ہی کائنات سے روپوش ہو جائے۔

بات تو ٹھیک ہے۔ یہ بہت بڑا خطرہ ہے جو انسان نے اپنے لئے پیدا کر لیا ہے۔ اور اگر ان میں جنگجوئی کے جذبات یونہی کام کرتے رہے۔ تو لازماً کسی دن وہی نتیجہ نکل سکتا ہے۔ جس کا خوف فاضل مصنف نے دلایا ہے۔ فاضل مصنف نے دنیا کی آئندہ تباہی کے اسباب اور اس کے نتیجہ کی واقعی کماحقہ تشریح کی ہے۔ اور نہایت وضاحت سے ان حالات پر بحث فرمائی ہے۔ جو جوہری طاقت کے استعمال کے امکانات کو بڑھاتے ہیں۔ اور پھر آپ نے اس کا جو علاج بتایا ہے کہ موجودہ جنگ جوئی کی ذہنیت کو بدل دیا جائے۔ اور اس کی بجائے باہمی تعاون اور باہمی رواداری کا رجحان پیدا کیا جائے۔ یہ سب ٹھیک ہے۔ لیکن ہم اس سے بھی بڑھ کر یہ کہتے ہیں کہ جنگ جوئی کے رجحانات اس وقت تک ختم نہیں ہو سکتے۔ جب تک اقوام میں حرص و ہوا کی آندھی چلتی رہے گی۔ جب تک اقوام اور افراد قناعت کی صفت پیدا نہ کریں گی۔ اور دوسری اقوام پر اپنا تسلط قائم رکھنا نہ چھوڑیں گی۔ جب تک یہ مغربی اقوام کمزور اور پسماندہ ممالک کی لوٹ کھسوٹ سے تائب نہ ہونگی۔ اور تمام انسانوں کو ایک انسانی سطح پر سمجھ کر ذات پات۔ رنگ نسل۔ دولت مندی اور مفلسی۔ عقل بے عقلی۔ الغرض ان تمام امتیازات کو دلوں سے یک قلم ختم نہ کر دیں گی۔ اس وقت تک ان کے دلوں سے حرص و ہوا دور نہ ہوگی۔ اور جب تک حرص و ہوا دور نہ ہوگی۔ . . . . . .

. . . . اس وقت تک ان کی باہمی رقابت بھی دور نہیں ہوگی۔ اور ان کی جنگ جویانہ ذہنیت بھی نہیں بدلے گی۔

ہم یہاں تک فاضل مصنف کی تائید کرتے ہیں۔ اور دل سے چاہتے ہیں۔ کہ انسان کو "عقل سلیم" اس منزل مقصود پر پہونچا دے۔ جس پر فاضل مصنف اس کو پہونچانا چاہتے ہیں۔ لیکن یہاں سب سے بڑا اہم سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا "عقل سلیم" میں وہ طاقت ہے۔ جو ان طوفانوں کا مقابلہ کرے۔ جو نفس امارہ برپا کر سکتا ہے۔ عقل سلیم

Common Sense

آخر انسانوں میں کب نہیں تھی۔ لیکن تنہا عقل سلیم آج تک انسان کو وہ لگام نہیں دے سکی جس سے اس کے جنگجوئی کے رجحانات ختم ہو گئے ہوں۔ جس نے اس کی حرص و ہوا کی آگ کو دھیما کیا ہو۔ زیادہ سے زیادہ عقل سلیم پانی کی طرح ہے جو جس شکل کے برتن میں ڈالا جائے وہی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ ایک امریکی کی کامن سنس یا عقل سلیم یہ کہتی ہے۔ کہ جو نظریات ڈیموکریسی پیش کرتی ہے وہی انسان کی فلاح کے لئے کافی ہیں۔ اور دنیا میں ان کا غلبہ جمانے کے لئے جان تک کی قربانی بھی دے دینا چاہیئے۔ اسی طرح ایک روسی کی عقل سلیم اشتراکیت کو تمام نظریات پر ترجیح دیتی ہے۔

بات یہ ہے کہ انسان محدود ہے۔ اور انسانیت غیر محدود ہے۔ ایک انسان یا ایک گروہ کی عقل سلیم پوری انسانیت کے مسائل حل نہیں کر سکتی۔ اور نہ وہ کوئی ایسا فارمولا تجویز کر سکتی ہے۔ جو تمام انسانیت پر حاوی ہو۔ چہ جائیکہ وہ ان قوتوں پر پورا پورا کنٹرول رکھ سکے۔ جو انسانیت کے تحفظ کے لئے لازمی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ اگر عقل سلیم کوئی ایسا عالمگیر فارمولا بنا بھی سکتی ہے تو کیا وہ اس فارمولا پر تمام افراد و اقوام کو ایمان لانے کے لئے کوئی فعال دلیل بھی اپنے پاس رکھتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں صرف عقل سلیم کے پاس جواب وہ ہونے سے انسان اس تباہی سے بچ سکتا ہے۔ جو وہ اپنی عقلیت پرستی کی وجہ سے دنیا پر لانے کے لئے تلا ہوا ہے۔ صاف لفظوں میں کیا عقل سلیم اپنے فارمولا پر عمل کرا سکتی ہے اگر فاضل مصنف اس نہج سے سوچیں گے تو وہ تسلیم کرنے پر مجبور ہوں گے کہ عقل سلیم موم کی ناک سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ اس میں "عالمگیری" قطعاً نہیں ہے۔ اس لئے محض عقل سلیم کی پرستش انسانیت کو تباہی سے محفوظ نہیں کر سکتی۔

اس نہج پر سوچنے سے ایک انسان اسی نتیجہ پر پہونچتا ہے۔ کہ دنیا کو تباہی سے اسی جاودانہ حقیقت پر ایمان بچا سکتا ہے۔ جو عقل سلیم اور انسانیت کی خالق ہے۔ جو ان دونوں کے اوپر آخری حکمران ہے۔ جو حی و قیوم ہے۔ جو قادر مطلق ہے۔ جب تک اقوام کسی ایسی ہستی پر ایمان نہ لائیں گی۔ وہ باہمی عدل و انصاف سے نہیں برتیں گی۔ جب تک وہ یہ نہ مانیں گی۔ کہ امریکیوں۔ روسیوں۔ برطانویوں۔ چینیوں۔ بھارتیوں انڈونیشیوں اور افریقیوں کو پیدا کرنے والا ایک ہے اس وقت تک اقوام کی باہمی پرخاش ختم نہیں ہو سکتی۔ ہم عقل سلیم کا بت پوجنے سے حرص و ہوا اور بالآخر جنگ جویانہ ذہنیت سے نجات نہیں پا سکتے۔ بے شک عقل سلیم ہم کو ایک خاص مقام تک پہنچا سکتی ہے۔ وہ ہمیں بتا سکتی ہے کہ تمام انسان خواہ گورے ہوں یا کالے۔ برطانیہ کے رہنے والے ہوں یا افریقہ کے رہنے والے سب انسان ہیں۔ لیکن وہ ہم کو تمام گوروں اور کالوں سے یکساں سلوک کرنے پر آمادہ نہیں کر سکتی۔ عقل سلیم ہم کو بالکل ہی گمراہی کے راستہ پر ڈال سکتی ہے۔ دنیا میں بہتر [illegible] کے لئے وہ ہمیں قتل کشی پر اکسا سکتی ہے [illegible] قریب کر سکتی ہے۔ لیکن "خدا پرستی" ان تمام امتیازات کو یکسر مٹا کر رکھ دیتی ہے۔ اقوام کی باہمی چپقلشیں ہمیشہ کے لئے ختم ہو سکتی ہیں۔ لہذا آج دنیا کو تباہی سے بچانے کے لئے "الایمان باللہ" کے احیاء کے سوا کوئی علاج نہیں۔ آج واقعی ایک انقلاب کی ضرورت ہے۔ جیسا کہ فاضل مصنف نے فرمایا ہے۔ ایسا انقلاب جو انسان کی ذہنیت کو سراسر بدل ڈالے یہ انقلاب ضرور ہونا چاہیئے۔ لیکن یہ انقلاب عقل سلیم نہیں لا سکتی۔ عقل سلیم جو انقلاب آج تک لا سکی ہے۔ وہ ناکافی ثابت ہو چکے ہیں۔ فرانسیسی انقلاب۔ روسی انقلاب اس کی مثالیں ہیں۔ اس وقت واقعی دنیا کو انقلاب کی ضرورت ہے مگر ایسا انقلاب روحانی انقلاب ہی ہو سکتا ہے۔ جو تمام دنیا کو ایک خالق کائنات کی آغوش میں ڈال دے۔ جہاں تمام اقوام ایک ملت بن جاتی ہیں۔ جہاں ابیض اسود۔ اصفر و احمر کا کوئی امتیاز نہیں رہتا جہاں حبشی النسل بلال مغرور سرداران قریش سے اپنے تقوے کی وجہ سے فائق ہو جاتا ہے۔ جہاں تمام رؤسا اپنے حی و قیوم خالق کے سامنے بلا امتیاز اکٹھے ہو کر سجدہ ریز ہو جاتے ہیں۔ ع

نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

تفصیلی شرائع میں قرآن کریم کی فضیلت

(رقم فرمودہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

اصولی شرائع میں قرآن کریم کی فضیلت ثابت کرنے کے بعد اب میں تفصیلی شرائع کو لیتا ہوں۔ اور یہ بتانا چاہتا ہوں کہ صرف اصولی امور میں ہی قرآن کریم کو کتب سابقہ پر فوقیت حاصل نہیں۔ بلکہ تفصیلی شرائع میں بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کوثر عطا ہوا ہے۔ اور کوئی دوسری کتاب اس پہلو کے لحاظ سے بھی قرآن کریم کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

تفصیلی شرائع میں جو چیز سب سے پہلے آتی ہے وہ عورتوں کے حقوق کا مسئلہ ہے۔ قرآن کریم میں حضرت آدم علیہ السلام کے ذکر کیساتھ ہی خدا تعالیٰ نے آپ کے جوڑے کا بھی ذکر کیا ہے۔ جس سے آگے سلسلہ مخلوقات چلا۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کی تمام کتابوں کو پڑھ جاؤ ان میں عورتوں کے حقوق کا پتہ ہی نہیں چلے گا۔ اور نہ کسی کتاب نے اس بات پر زور دیا ہے کہ عورت بھی انسانیت کا ایک جزو ہے۔ قرآن کریم وہ پہلی کتاب ہے۔ جس نے عورت کے حقوق کو تسلیم کیا ہے۔ اور صرف تسلیم ہی نہیں کیا۔ بلکہ اس پر اتنا زور دیا ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ نئے علوم کا ایک دروازہ کھل گیا ہے۔ مثلاً نکاح کے موقعہ پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تین آیات منتخب فرمائیں (ہم سمجھتے ہیں کہ آپ کا یہ انتخاب الہامی تھا) ان میں عورت کے حقوق پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ اور اسکی اہمیت پوری طرح واضح کی گئی ہے۔ چنانچہ پہلی آیت کو ہی لے لو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یا ایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ وخلق منھا زوجھا وبث منھما رجالاً کثیراً ونساءً واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام۔ ان اللہ کان علیکم رقیباً (نساء ع ۱) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ حقیقت بیان فرمائی ہے کہ اس نے سب انسانوں کو نفس واحدہ سے پیدا کیا ہے یعنی مرد اور عورت دونوں ایک جنس سے ہیں۔ دونوں ایک ہی قسم کا دماغ لیکر آئے ہیں۔ ایک ہی قسم کے احساسات لیکر آئے ہیں۔ اور ایک ہی قسم کے جذبات لے کر آئے ہیں۔ دیکھو پہلے فقرہ میں ہی عورت کے حقوق پر کتنا زور دیا گیا ہے اور کس طرح بنی نوع انسان کو اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ کہ تم یہ مت سمجھو کہ عورت میں دماغ نہیں اور تم جس طرح چاہو اس پر حکومت کر سکتے ہو یا جس طرح چاہو اس سے سلوک کر سکتے ہو عورت بھی تمہاری طرح جذبات اور احساسات رکھتی ہے اور وہ بھی تمہاری طرح دماغ رکھتی ہے اس لئے اسے اپنے جیسا سمجھو۔ ادنیٰ اور ذلیل قرار نہ دو۔ اس اصولی تعلیم کے علاوہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے متبعین کو یہ ہدایت بھی دی ہے کہ انہیں اہم امور میں عورتوں سے مشورہ لینا چاہیئے۔ اور آپ خود بھی عورتوں سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ اور اس بارہ میں انہیں اس قدر آزادی حاصل تھی۔ کہ احادیث میں آتا ہے۔ آپ نے ایکدفعہ گھر سے باہر رہنے کا فیصلہ کیا۔ صحابہؓ میں یہ چرچا ہو گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو طلاق دیدی۔ حضرت عمرؓ کی ایک بیٹی بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں تھیں انہیں ایک دوست نے یہ اطلاع دی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی سب بیویوں کو طلاق دے دی ہے۔ حضرت عمرؓ یہ سنتے ہی پہلے اپنی بیٹی کے پاس گئے۔ دیکھا تو وہ رو رہی تھیں۔ آپ نے پوچھا کیا بات ہے؟ انہوں نے کہا بات یہ ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر سے باہر رہنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اور آپ گھر سے چلے گئے ہیں۔ پھر حضرت عمرؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ بات یہ ہے کہ ہم تو عورتوں کو ڈنڈے سے سیدھا کیا کرتے تھے پھر آپ نے ایسی تعلیم دینی شروع کر دی کہ عورتیں ہمارے سر پر چڑھنے لگیں۔ میں نے ایک دن اپنی بیوی سے کہا کہ تو اس معاملہ میں نہیں بول سکتی تو میری بیوی نے کہا چل چل وہ دن گئے جب ہمارا کوئی حق نہیں تھا۔ اب تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی اپنی بیویوں سے مشورہ لیتے ہیں۔ تم کون ہو جو مجھے روکو میں سمجھتا تھا کہ اس کا نتیجہ کسی دن بڑا ہی نکلے گا۔ چنانچہ یہ اسی بات کا نتیجہ ہے۔ کہ آپکو اپنی بیویوں کو طلاق دینی پڑی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنس پڑے اور آپ نے فرمایا۔ عمرؓ میں نے اپنی بیویوں کو طلاق نہیں دی۔ صرف مصلحتاً کچھ وقت کے لئے ان سے علیحدہ رہنے کا فیصلہ کیا ہے گویا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کے حقوق پر اتنا زور دیا کہ عورتوں میں بھی یہ احساس پیدا ہو گیا کہ وہ مردوں سے کم نہیں حضرت عمرؓ کے زمانہ کے واقعات سے تو پتہ چلتا ہے کہ آپ اگر کوئی حکم دیتے تو بعض دفعہ عورتیں صاف صاف کہہ دیتیں کہ یہ حکم آپ کس طرح دے رہے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یوں فرمایا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ وہ صحیح کہتی تھیں یا غلط اس سے اتنا تو معلوم ہو گیا کہ اسلام نے عورت کو اجتماعی معاملات میں رائے دینے کا حق دیا ہے۔ اور اس پر اتنا زور دیا ہے کہ اس کی مثال دنیا کی کسی اور کتاب میں نہیں مل سکتی۔

پھر فرمایا۔ عورت کی مرضی کے بغیر اس کی شادی نہیں ہو سکتی۔ اسلام سے پہلے یہ رواج تھا کہ والدین جہاں چاہتے عورت کی شادی کر دیتے اس کی مرضی کا اس میں کوئی دخل نہیں ہوتا تھا۔ اور عورت ان کی بات ماننی پڑتی تھی۔ مسلمانوں نے بھی اس زمانہ میں اگرچہ یہ حق تلف کر دیا ہے مگر اس سے یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ اسلامی تعلیم ناقص ہے۔ اسلام نے یہاں تک کہا ہے کہ عورت کی مرضی کے بغیر اگر کوئی شادی ہو تو وہ باطل ہے کتنا بڑا حق ہے جو قرآن کریم نے عورتوں کو دیا ہے۔ پھر قرآن کریم میں دیکھ لو۔ بچے کا دودھ چھڑانا بھی عورت کی مرضی پر رکھا ہے۔ اور اسے ایسی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے کہ اسکی مثال اور کسی کتاب میں نہیں ملتی۔ پھر عورت کو الگ گھر کا حق دیا ہے۔ اس کا مہر مقرر کیا ہے۔ اور کہا ہے کہ عورت اپنی جائداد کی آپ وارث ہے۔ یورپ میں اب قریباً پچاس سال سے عورتوں کا یہ حق تسلیم کیا گیا ہے ورنہ اس سے پہلے عورت کی جائداد اس کی اپنی جائداد نہیں سمجھی جاتی تھی۔ بلکہ بعض لوگ نواب اور رئیس بن کر اور اپنے آپ کو مالدار ظاہر کر کے دھوکہ سے ان سے شادی کر لیتے تھے۔ اور عورت کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ خاوند کو اختیار ہوتا تھا کہ وہ اس کی جائداد کو بیچے یا رکھے لیکن اسلام نے عورت کی جائداد کو اس کی ذاتی ملکیت قرار دیا ہے اور اس پر اتنا زور دیا ہے کہ صحابہؓ کو شبہ پڑ گیا۔ کہ مرد کے لئے یہ بھی جائز نہیں کہ عورت کی جائداد میں سے کچھ اس کی مرضی سے ہی لے لے۔ چنانچہ اس کے لئے اسلام نے علیحدہ حکم دیا۔ اور بتایا کہ تم عورت کا خوشی سے دیا ہوا تحفہ استعمال کر سکتے ہو غرض اسلام نے عورت کے حقوق کی جس طرح حفاظت کی ہے۔ ویسی حفاظت اور کسی مذہب نے نہیں کی۔

پھر سب سے مقدم ماں باپ ہیں۔ ماں باپ کے ذریعہ سے نسل چلتی ہے۔ انسان میں جو قابلیت پیدا ہوتی ہے وہ ماں باپ کے ذریعہ سے ہی پیدا ہوتی ہے۔ اگر ماں باپ اپنی اولاد کو نہ پڑھائیں تو وہ کس طرح دنیا میں عزت حاصل کر سکتی ہے۔ ماں باپ اگر اپنے بچوں کی پرورش نہ کریں تو وہ کس طرح بڑے ہو سکتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود یہ عجیب بات ہے کہ کوئی مذہب ایسا نہیں جس نے اولاد کے مال میں ماں باپ کا حق تسلیم کیا ہو۔ تورات میں بیشک ایسے احکام پائے جاتے ہیں۔ کہ ماں باپ کا ادب کرو۔ مگر اولاد کے مال میں انکا حق نہیں رکھا۔ یہ قرآن کریم ہی ہے جس نے ان کا حق رکھا ہے۔ اور بڑا اہم حق رکھا ہے۔ قرآن کریم نے والدین کو اولاد کے ورثہ کا حقدار تسلیم کیا ہے بلکہ بعض صورتوں میں جب اولاد زیادہ ہو تو ماں باپ کو اولاد سے زیادہ حق ملتا ہے۔ یعنی اگر مرنے والے کی اولاد زیادہ ہو تو اولاد کا حق کم ہو جائے گا۔ اور ماں باپ کا حق زیادہ ہو جائے گا۔ یہ ایک ایسی چیز ہے جس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔ کوئی مذہب ایسا نہیں جس نے ماں باپ کے ایسے حقوق مقرر کئے ہوں یہ تو سب کہتے ہیں کہ ماں باپ کا لحاظ کرو۔ ادب کرو۔ عزت کرو۔ مگر تمام باتیں صرف زبانی جمع خرچ تک محدود ہوتی ہیں۔ اسلام ہی ہے جس نے اولاد کے مال میں والدین کا حق قائم کر کے ان کے مرتبہ کو تسلیم کیا ہے۔

پھر لڑکی کو وراثت کا حق نہیں تھا۔ اسلام نے اس کے حق کو بھی قائم کیا۔ اور فرمایا کہ لڑکی بھی جائداد کی ویسی ہی وارث ہو سکتی ہے۔ جیسے لڑکا۔ اور وہ اس جائداد پر پورا حق رکھتی ہے۔

درحقیقت اسلام بنی نوع انسان کو اس نکتہ کی طرف توجہ دلاتا ہے۔ کہ جس طرح دنیا کی دولت مشترک ہے کسی ایک کی حقیقی ملکیت نہیں۔ اسی طرح تمہاری کمائی میں بھی ہر ایک کا حق ہے کیونکہ کوئی اکیلا نہیں کما سکتا۔ بلکہ اسے دوسرے کو اپنے ساتھ شامل کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے وہ جب بھی کمائے گا۔ اس میں دوسروں کا حق ہوگا

اس کی موٹی مثال یہ ہے کہ بڑی بڑی تجارتیں شہروں میں ہی ہوتی ہیں۔ گاؤں میں نہیں ہوتیں شہروں میں کیوں زیادہ ہوتی ہیں اس لئے کہ شہروں میں نقل و حرکت کے سامان موجود ہوتے ہیں۔ پکی سڑکیں ہوتی ہیں۔ ریل ہوتی ہے لاریاں ہوتی ہیں۔ اور دوسرے ذرائع نقل و حمل موجود ہوتے ہیں۔ شہروں میں کیوں ہوٹل کھولے جاتے ہیں۔ اس لئے کہ وہاں بہت لوگ ہوتے ہیں۔ گاؤں میں اگر ہوٹل کھولا جائے تو وہ نہیں چل سکتا۔ پھر شہروں میں سرائیں ہوتی ہیں لوگ آتے ہیں۔ اور ان میں ٹھہرتے ہیں۔ گاؤں میں سرائے نہیں ہوتی پھر گاؤں میں بڑے بڑے سٹور نہیں ہوتے کہ جہاں کوئی مال رکھ سکے۔ یہ ساری چیزیں فردی طور پر نہیں بلکہ مجموعہ آبادی کی وجہ سے لوگوں کو میسر آتی ہیں۔ اس لئے جو کچھ شہری کماتا ہے۔ اس میں دوسروں کا بھی حصہ ہوتا ہے اس لئے اسلام نے یہ قانون بنا دیا کہ جو کوئی کمائی کرتا ہے۔ اس میں اس کے ہمسایوں کا بھی حق ہے۔ کیونکہ اگر وہ نہ ہوتے تو وہ کما نہ سکتا۔ پھر فرمایا یہ حق ہمسایوں کو مفت نہیں دیا جا رہا۔ بلکہ اس لئے دیا گیا ہے کہ ان کا وجود تمہیں فائدہ پہنچا رہا ہے۔ اگر شہر نہ ہوتا تو کمائی بھی نہ ہوتی۔ پس دوسرے لوگ چونکہ کمائی کا موجب ہیں۔ اس لئے ان کا بھی اس کمائی میں حصہ ہے۔ اسی طرح کوئی خاندان اکیلا کمائی نہیں کر سکتا۔ جب تک اس کے ساتھ باقی افرادِ خاندان بھی شریک نہ ہوں۔ مثلاً دیکھ لو کوئی شخص تجارت کے لئے باہر کیسے جا سکتا ہے۔ جب تک اسکی بیوی نہ ہو۔ اسکی بیوی گھر کا انتظام کرتی ہے تب وہ کماتا ہے پھر اسکے بچے ہیں وہ اس کا کچھ نہ کچھ بوجھ اٹھاتے ہیں۔ چھوٹی موٹی تجارت میں بھی حصہ لے لیتے ہیں۔ ایک بنا بنایا گھر ہوتا ہے جسکی وجہ سے اسکا مال محفوظ رہتا ہے۔ اسی لئے اسکے مال میں ان سب کا حق ہوتا ہے۔ پھر بھائی ہے وہ کام تو نہیں کرتا مگر جب وہ کسی کو قرض دیتا ہے اسکی وصولی میں اسکے بھائیوں کا دخل بھی ہوتا ہے اعلیٰ اخلاق والا اور شریف انسان تو خود بخود قرض واپس کر دیتا ہے لیکن ادنیٰ اخلاق والا آدمی اسلئے قرض واپس کرتا ہے کہ اگر اس نے قرض واپس نہ کیا۔ تو اسکی قوم اور اسکے بھائی بند میرے ساتھ لڑیں گے۔ گویا قوم اور جتھے نے اس کا مال واپس دلوایا۔ اگر اس مقروض پر قوم اور جتھہ بازی کا رعب نہ ہوتا تو وہ کبھی مال واپس نہ کرتا۔ یہی حکمت ہے جس کی بناء پر قرآن کریم نے تمام رشتہ داروں کا جن کا قریبی تعلق ہوتا ہے ورثہ میں حصہ مقرر کر دیا ہے۔ مثلاً ماں۔ باپ بیوی، بیٹا، بیٹی، بھائی، بہن وغیرہ پھر ان کے فقدان کی صورت میں دُور کے رشتہ دار وارث ہو جاتے ہیں جیسے دادا، دادی، نانا، نانی، پوتا، پوتی بھتیجے وغیرہ۔ اور یہ نکتہ کہ ہر ایک کی کمائی میں عائلی حق ہوتا ہے قرآن کریم نے ہی بیان کیا ہے۔ اور کسی کتاب نے بیان نہیں کیا +

(باقی)

منسوخ شدہ وصایا کی بحالی کے لئے

قواعد کی ضروری تشریح

(۱) جو شخص اپنی وصیت کو بوجہ عدم استطاعت جاری نہ رکھ سکتا ہو اور وصیت منسوخ کرانے کے لئے خود درخواست کرے۔ اور اس طرح اس کی وصیت منسوخ ہو جائے۔ ایسا شخص اگر بعد میں کسی وقت اپنی منسوخ شدہ وصیت کو بحال کرانا چاہے تو اس کی بحالی کے لئے یہ شرائط ہیں :-

ا۔ پہلی منسوخ شدہ وصیت کا بقایا ادا کیا جائے۔

ب۔ عرصۂ منسوخی وصیت کا چندہ عام ادا کیا گیا ہو۔

(۲) ایسا شخص اگر نئی وصیت کرے تو اس پر بھی یہ دونوں شرائط حاوی ہوں گی۔

(۳) مگر جس شخص کی وصیت مجلس کارپرداز نے بوجہ عدم ادائیگی بقایا منسوخ کی ہو (نہ کہ اس نے خود منسوخ کرائی ہو) تو اس کی وصیت بحال کرنے کے لئے حصہ آمد کا سارا بقایا بحالی کی تاریخ تک کا ادا ہونا چاہیئے۔ یعنی اس شخص سے عرصۂ منسوخی وصیت کی صرف چندہ عام کی وصولی کافی نہیں بلکہ وصیت بحال کرانے کے لئے ضروری ہوگا کہ وہ اس عرصہ کے حصہ آمد اور وصول شدہ چندہ عام کا جو فرق ہے۔ اس کمی کو بھی پورا کرے۔

(سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ)

خلافت کا نظام کیوں ضروری ہے

(از مکرم عبدالقیوم صاحب کوئٹہ)

کسی جماعت کے قیام اور نظام کو چلانے کے لئے ایک منتظم اعلیٰ کی ضرورت تو واضح ہی ہے جب تک ایک واجب الاطاعت لیڈر نہ ہو۔ مختلف طبقہ کے مختلف خیال لوگوں کو ایک مقررہ راہ پر نہ چلایا ہی جا سکتا ہے۔ اور نہ افراد کی قابلیتوں سے صحیح طور پر کام لیا جا سکتا ہے۔ اس نظریہ سے ایک خلیفہ کا وجود انتہائی لازمی قرار پاتا ہے۔ تجربہ نے بھی یہ ثابت کر دیا ہے کہ جب تک اسلام میں خلافت حقہ کا سلسلہ جاری رہا۔ اسلام کی منظم تبلیغ بھی جاری رہی اور دشمنانِ دین متین کا ایک مرتب شدہ پروگرام کے مطابق دفاع بھی ہوتا رہا اس وقت مسلمان ایک سیسہ پگھلائی ہوئی دیوار کی مانند تھے۔ انہوں نے دین و دنیا کی ہر جہت میں ترقی کی اور ایسی بنیادیں استوار کر گئے جن کے نتیجہ میں بعد میں وہ ایک ہزار سال تک تمام مہذب دنیا پر چھائے رہے۔ اس اہم ضرورت کے علاوہ خلافت حقہ اپنے ساتھ عام نظاموں سے الگ بعض بنیادی مخصوص امتیازات بھی رکھتی ہے۔ ہم ان میں سے ایک خاص امتیاز کو بیان کرتے ہیں۔

خلافت نبی متبوع کا صحیح جانشین ہونے کی وجہ سے اس کی روحانی تاثیرات اور برکات کا وارث کیا جاتا ہے۔ اور نبی کے متعلق ہم جانتے ہیں کہ دو جذبات اس میں بدرجہ اتم پائے جاتے ہیں۔ ایک محبت الٰہی۔ دوسرا محبت مخلوق الٰہی۔ قرآن کریم میں اس مسئلہ پر کئی جگہ روشنی ڈالی گئی ہے۔ الفاظ دنیٰ اور فتدلّٰی اسی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ قرب الٰہی تو اللہ تعالیٰ اور اس کے بندہ کے درمیان ایک نہانی تعلق ہے۔ جس کو صرف وہ دونوں ہی جانتے ہیں۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ خود بیان کر دے تو علیحدہ امر ہے۔ لیکن نسل انسانی سے ہمدردی تو نسلِ انسانی خود دیکھ سکتی ہے مشاہدہ کر سکتی ہے اور محسوس کر سکتی ہے اس کی طرف اشارہ کرتے۔ خدا تعالیٰ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے متعلق فرماتا ہے عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ کہ اے مومنوں اس محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تمہاری ذرہ سی تکلیف بھی شاق گذرتی ہے وہ تمہارے لئے ہر قسم کی بھلائی کا شدید خواہشمند ہے اور تمہارے لئے انتہائی درجہ کا شفقت کرنے والا اور جذبہ ترحم کا مالک ہے۔ پھر فرماتا ہے اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ کہ یہ ہمارا نبی مومنین سے ان کی اپنی جانوں سے بھی زیادہ قریبی اور محبت رکھتا ہے اس ظاہری دنیا میں ماں کی محبت کا مقابلہ اور کوئی وجود نہیں کر سکتا۔ پر یہ خدا کے بندے کیا ہی درد بھرا دل لے کر آتے ہیں کہ نسل انسانی کی ہمدردی میں کروڑ ہا ماؤں سے بڑھ جاتے ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مندرجہ ذیل کلام اس امر پر خوب روشنی ڈالتا ہے۔

"میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں کوئی میرا دشمن نہیں ہے۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے والدہ مہربان اپنے بچوں سے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان باطل عقائد کا دشمن ہوں جن سے سچائی کا خون ہوتا ہے۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے ...... میری ہمدردی کے جوش کا اصل محرک یہ ہے کہ میں نے سونے کی ایک کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اس کان سے ملا ہے۔ اور اس کی اس قدر قیمت ہے کہ اگر میں اپنے تمام بنی نوع بھائیوں میں وہ قیمت تقسیم کروں تو سب کے سب اس شخص سے زیادہ دولتمند ہو جائیں جس کے پاس آج دنیا میں سب سے بڑھ کر سونا اور چاندی ہے۔ وہ ہیرا کیا ہے سچا خدا اور اس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اس کو پہچاننا اور سچا ایمان اس پر لانا اور سچی محبت کے ساتھ اس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اس سے پانا پس اس قدر دولت پا کر سخت ظلم ہے کہ میں بنی نوع کو اس سے محروم رکھوں اور وہ بھوکے مریں اور میں عیش کروں یہ مجھ سے ہرگز نہیں ہوگا۔ میرا دل ان کے فقر و فاقہ کو دیکھ کر کباب ہو جاتا ہے۔ ان کی تنگ گذرانی پر میری جان گھٹتی جاتی ہے ..... پس جو شخص کہ خدا تعالیٰ کی طرف بلاتا ہے اس کا فرض ہے کہ سب سے زیادہ محبت کرے۔ سو میں بنی نوع انسان سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہوں ..... اس لئے وہ خزانہ جو مجھے ملا ہے جو بہشت کے تمام خزانوں اور نعمتوں کی کنجی ہے وہ جوش محبت سے نوع انسان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔" (اربعین نمبر ۱)

(بقیہ صفحہ ۶ پر)

محترم چوہدری عبد اللہ خانصاحب مرحوم کی وفات پر

مختلف جماعتوں کی طرف سے تعزیتی قرار دادیں

جماعت احمدیہ کوئٹہ

اپنے اس غیر معمولی اجلاس میں محترم چوہدری عبد اللہ خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی کی وفات پر گہرے رنج والم کا اظہار کرتی ہے انا للہ و انا الیہ راجعون

چوہدری صاحب مرحوم و مغفور کو جماعت احمدیہ میں ایک خاص مقام حاصل تھا۔ آپ کی عام دینی اور جماعتی خدمات کے علاوہ وہ خدمات جو مرحوم نے جماعت کراچی کو منظم کرنے اور اس میں دینی اور ملی روح پیدا کرنے کے سلسلہ میں سر انجام دیں۔ وہ مرحوم کی اعلیٰ شخصیت بلند عزم و استقلال۔ عمل، صبر و استقامت اور جوہر مردم شناسی۔ حلیمی۔ بردباری جود و سخا۔ شفقت علی الناس ہمدردی خلق ذہانت و فراست۔ حسن تدابیر ایسی صفات حسنہ کی آئینہ دار ہیں۔ افراد جماعت احمدیہ کوئٹہ ان کی رحلت کو عظیم جماعتی نقصان تصور کرتے ہوئے دست بدعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ محترم چوہدری صاحب مرحوم و مغفور کے جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمادیں۔ اور انہیں اعلیٰ علیین میں خاص مقام عطا فرمادیں۔ نیز مرحوم و مغفور کی وفات سے جماعت میں جو خلا پیدا ہوا ہے۔ اسے اپنے فضل و کرم سے بہتر طور پر پُر کرے۔ آمین ثم آمین۔

چوہدری صاحب مرحوم گذشتہ برس موسم گرما میں جب کوئٹہ تشریف لائے۔ تو جماعت کوئٹہ کو انہیں بہت قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا۔ افراد جماعت احمدیہ کوئٹہ ان کے تقویٰ۔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سے حقیقی عشق و محبت اور خادم دین متین ہونے کے چشم دید گواہ ہیں۔ اس موقعہ پر ہم آپ کی اس اہم تحریک کو کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ جو آپ نے یہاں اپنے ایک خطبہ جمعہ میں فرمائی۔ کہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے لئے ہرماہ کے پہلے جمعہ میں تمام احباب حسب توفیق باقاعدہ کچھ رقم بطور صدقہ ادا کیا کریں۔ مرحوم بزرگ کی یہ تحریک آپ کے قلبی جذبات اور والہانہ محبت کی آئینہ دار ہے جو آپ کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے وجود باجود سے تھی۔

جماعت احمدیہ کوئٹہ ان کی وفات کے صدمہ میں بیگم چوہدری عبد اللہ خاں مرحوم محترم چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب بالقابہ محترم چوہدری اسد اللہ خانصاحب امیر جماعت لاہور اور جملہ افراد خاندان حضرت چوہدری نصرت خاں صاحب رضی اللہ عنہ جماعت احمدیہ کراچی و دیگر محبان مرحوم و مغفور کے ساتھ برابر کی شریک ہے اور مرحوم کے درجات کی بلندی اور مغفرت کے لئے دست بدعا ہے۔

اللھم اغفرلہ وارحمہ وانت خیر الراحمین۔ اللھم تحرمنا اجرلا ولا تفتنا بعدہ۔

خاکسار شیخ محمد حنیف جنرل سیکرٹری
جماعت احمدیہ کوئٹہ

راولپنڈی

آج مورخہ ۱۵/۶/۵۹ کو بعد نماز مغرب جماعت احمدیہ راولپنڈی کا ایک غیر معمولی اجلاس منعقد ہوا۔ اور اس میں مندرجہ ذیل ریزولیوشن بالاتفاق پاس ہوا۔

جماعت احمدیہ راولپنڈی اپنے مخلص و محترم بھائی چوہدری محمد عبد اللہ خان صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی کی وفات حسرت آیات پر اپنے دلی رنج وغم کا اظہار کرتی ہے۔ چوہدری صاحب مرحوم اپنے اخلاص۔ فدائیت۔ قربانی اور انتظامی قابلیت میں جماعت کے لئے ایک قابل رشک نمونہ تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد اور دوسرے تمام متعلقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کا دین و دنیا میں ہر رنگ میں حافظ و ناصر ہو۔ (امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی)

تلونڈی کھجور والی

ہم تمام ممبران انجمن احمدیہ تلونڈی کھجور والی ضلع گوجرانوالہ چوہدری عبد اللہ خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی کی وفات پر گہرے رنج والم کا اظہار کرتے ہیں۔ چوہدری صاحب مرحوم و مغفور کا وجود جماعت احمدیہ کے لئے نہایت قیمتی وجود تھا۔ ہم چوہدری صاحب کی دینی خدمات کا پوری طرح اعتراف کرتے ہوئے ان کے لواحقین سے بھی اظہار غم کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ چوہدری صاحب کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے۔ اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

صغیر احمد پریذیڈنٹ
انجمن احمدیہ تلونڈی کھجور والی۔ ضلع سرگودھا

نواب شاہ

جماعت احمدیہ نواب شاہ چوہدری عبد اللہ خانصاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی کی وفات پر گہرے غم اور افسوس کا اظہار کرتی ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

جناب چوہدری صاحب مرحوم ایک قابل فخر ہستی کے مالک تھے۔ وہ ہمیشہ ہی جماعتی زندگی کو انفرادی زندگی پر ترجیح دیتے رہے انہوں نے اپنے دینی اخلاص اور انتظامی قابلیت کو ہمارے سامنے اس طرح پیش کیا۔ کہ کراچی جیسی بڑی جماعت کا ماحول یکسر بدل کر رکھ دیا۔ اور ایک مثالی جماعت بنا دیا

یہ افسوسناک حادثہ جماعت احمدیہ کے لئے بہت بڑا قومی حادثہ ہے۔ ہم اس غم میں جہاں اپنے پیارے آقا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ شریک ہیں۔ وہاں مرحوم کے برادر اکبر جناب چوہدری ظفر اللہ خانصاحب اور برادر اصغر جناب چوہدری اسد اللہ خاں صاحب اور ان کے اہل و عیال کے ساتھ بھی شریک غم ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو جوار رحمت میں جگہ عطا فرمادے۔ آمین

اے خدا بر تربت او بارش رحمت ببار
داخلش کن از کمال فضل در بیت النعیم

ظفر اللہ خاں پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ نواب شاہ

قصور

ہم ممبران جماعت احمدیہ قصور و لجنہ اماء اللہ قصور ضلع لاہور محترم مکرم چوہدری عبد اللہ خاں صاحب امیر جماعت کراچی کی وفات پر دلی رنج والم کا اظہار کرتے ہیں۔ چوہدری صاحب موصوف کی وفات کوئی معمولی صدمہ نہیں بلکہ ایک قومی نقصان ہے جس کا پورا ہونا بظاہر از حد مشکل ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔ اور ہمیں آپ کے قابل رشک نمونہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

چوہدری صاحب موصوف نے بحیثیت امیر ایک لمبا عرصہ قصور میں رہ کر جماعت کی جس رنگ میں تنظیم کی تھی۔ وہ اپنی مثال آپ تھے۔ اور آج تک ان کی یاد ہمارے دلوں میں موجود ہے۔ اور جماعت احمدیہ قصور اس پر فخر کرتی ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو غریق رحمت کریں۔ اور آپ کے جملہ پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمادے۔ اور جماعت احمدیہ کو ان کا نعم البدل عطا فرما دے۔ آمین ثم آمین

محمد صادق فاروقی
کوٹ غلام محمد خاں قصور ضلع لاہور

مجلس خدام الاحمدیہ راولپنڈی

مورخہ ۱۹ رجون کو مجلس خدام الاحمدیہ راولپنڈی محترم چوہدری عبد اللہ خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی جو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک ممتاز فرد تھے۔ اور جنہوں نے اپنی مساعی جلیلہ سے جماعت کراچی کو دیگر جماعتوں سے ایک ممتاز مقام پر کھڑا کیا ہے۔ کی وفات حسرت آیات پر جو ہم سب کے لئے ایک صدمہ ہے۔ دلی افسوس اور تعزیت کا اظہار کرتی ہے۔ اور دعا کرتی ہے کہ خدا تعالیٰ چوہدری صاحب موصوف کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اور ہم سب کو ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

مبارک احمد
قائد مجلس خدام الاحمدیہ راولپنڈی

مجلس خدام الاحمدیہ سکھر

مجلس خدام الاحمدیہ سکھر۔ چوہدری عبد اللہ خاں صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی کی وفات حسرت آیات پر گہرے دلی رنج والم کا اظہار کرتی ہے۔ آپ کی وفات ایک بہت بڑا نقصان ہے

ہمارا اجلاس مرحوم کے تمام پسماندگان کے ساتھ گہری ہمدردی اور دلی تعزیت کا اظہار کرتا ہے۔ اور دعا کرتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ چوہدری صاحب موصوف پر اپنی بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے آپ کو جنت الفردوس کے اعلیٰ علیین میں اپنے قرب سے نوازے اور آپ کے پسماندگان کا حامی و ناصر ہو۔ نیز سلسلہ عالیہ احمدیہ کے نوجوانوں کو توفیق عطا کرے کہ آپ کے نقش قدم پر چلنے والے بنیں۔

قائد مجلس خدام الاحمدیہ سکھر

پشاور

جماعت احمدیہ پشاور کا ایک خصوصی اجلاس مورخہ ۱۹/۶/۵۹ بعد نماز جمعہ مسجد احمدیہ سول کوارٹرز میں زیر صدارت خاں شمس الدین خانصاحب امیر جماعت منعقد ہوا۔ اس میں محترم خانصاحب مولوی فرزند علی خانصاحب۔ محترم چوہدری محمد عبد اللہ خانصاحب اور میر حمید اللہ خاں صاحب کی وفات پر حسب ذیل قرار داد پاس ہوئی

"جماعت احمدیہ پشاور محترم خانصاحب فرزند علی خاں صاحب محترم چوہدری عبد اللہ خاں صاحب۔ نیز میر حمید اللہ خاں صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی وفات پر دلی رنج و افسوس اور تعزیت کا اظہار کرتی ہے انا للہ و انا الیہ راجعون ان ہر سہ بزرگوں کی تمام تر زندگی قربانی و اخلاص اور خدمت دین کا ایک ایسا شاندار نمونہ تھی۔ جو جماعت کے تمام افراد کے لئے دینی فرائض کو ادا کرنے کے لحاظ سے ہمیشہ مشعل راہ ثابت ہو سکتی ہے ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کے درجات بلند فرمادے اور ان کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور ان کے تمام اعزہ و اقرباء کا حافظ و ناصر ہو۔ اور انہیں اجر اور صبر جمیل عطا فرمادے۔ (جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ پشاور)

اذان اور اقامت کے کلمات

(از مکرم مولوی قمر الدین صاحب مولوی فاضل۔ ربوہ)

اذان اور اقامت کے کلمات میں اہل حدیث اور حنفی احباب کا اختلاف ہے۔ اہلحدیث اذان میں جفت اور اقامت میں طاق کلمات کہتے ہیں۔ اس کے بالمقابل حنفی احباب اذان اور اقامت دونوں میں جفت کلمات کہتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کا مسلک ہمیشہ سے اہلحدیث کے مطابق رہا ہے۔ جس کی صورت درج ذیل کی جاتی ہے:

اذان کی صورت:-

اللہ اکبر۔ اللہ اکبر۔ اللہ اکبر
اللہ اکبر۔ اشہد ان لا الٰہ
الا اللہ۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللہ
اشہد ان محمد رسول اللہ
اشہد ان محمد رسول اللہ
حی علی الصلوٰۃ۔ حی علی الصلوٰۃ
حی علی الفلاح۔ حی علی الفلاح
الصلوٰۃ خیر من النوم۔ الصلوٰۃ
خیر من النوم۔ اللہ اکبر
اللہ اکبر لا الٰہ الا اللہ ط

اس صورت میں صبح کی اذان میں جو الصلوٰۃ خیر من النوم دو دفعہ کہا جاتا ہے وہ بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ اب اقامت کی صورت ملاحظہ ہو:-

اللہ اکبر اللہ اکبر۔ اشہد
ان لا الٰہ الا اللہ۔ اشہد
ان محمد رسول اللہ۔
حی علی الصلوٰۃ۔ حی علی الفلاح
قد قامت الصلوٰۃ۔ قد قامت الصلوٰۃ
اللہ اکبر اللہ اکبر۔ لا الٰہ
الا اللہ ط

حضرت انسؓ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں کہ اذان کے جاری ہونے سے قبل ایک جماعت نے تجویز کیا کہ آگ جلا دی جایا کرے۔ جب آگ کا شعلہ اٹھے گا لوگ سمجھ لیں گے کہ نماز کا وقت ہو گیا۔ دوسرے لوگوں نے تجویز کیا کہ ناقوس بجایا جائے۔ مگر اس پر یہود و نصاریٰ کی مشابہت کا خیال پیدا ہوا۔ اس پر حضرت بلال کو حکم دیا گیا

"ان یشفع الاذان وان یوتر الاقامۃ"

کہ اذان کو جفت صورت میں اور اقامت کو طاق صورت میں کہا کرے۔ بخاری مسلم نے اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ اس حدیث میں جو ان یوتر الاقامۃ کے الفاظ ہیں۔ اس کے متعلق حاشیہ میں لکھا ہے

وان یوتر الاقامۃ ای یقول الکلمات الاقامۃ مرۃ مرۃ سوی التکبیر فی اولھا وآخرھا قال ھذا دلیل علی ان الاقامۃ فرادیٰ وھو مذھب اکثر اھل العلم من الصحابۃ والتابعین والیہ ذھب الزھری ومالک والشافعی والاوزاعی واحمد (مشکوٰۃ ص حاشیہ)

یعنی یہ جو حدیث کے الفاظ ہیں ان یوتر الاقامۃ کہ اقامت کو وتر کی صورت میں کہا جائے آیا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اقامت کے کلمات ایک ایک دفعہ کہے جائیں سوائے تکبیر کے کلمات کے جو اقامت کے اول و آخر میں آتے ہیں۔ اور یہ دلیل ہے اس بات کی کہ اقامت کے کلمات طاق کہنے چاہئیں۔ اور صحابہ اور تابعین میں سے اکثر اہل علم کا یہی مذہب ہے اور حضرت امام زہری اور امام مالک اور امام شافعی اور امام اوزاعی اور امام احمد بھی اس مسلک سے متفق ہیں۔ پس اس بیان سے واضح ہے کہ اذان اور اقامت کی صورت کیا ہونی چاہیئے چونکہ حدیث کے الفاظ

"ان یشفع الاذان وان یوتر الاقامۃ"

واضح ہیں۔ اس لئے اذان کے بالمقابل اقامت اور تکبیر کے الفاظ طاق ہونے چاہئیں۔ احباب کی سہولت کے لئے ہم نے اذان اور اقامت کی صورتیں درج کر دی ہیں اس کے مطابق اذان اور اقامت ہونی چاہیئے۔ اور قادیان اور مرکز ربوہ میں اس کے مطابق عمل ہے۔ فافہم۔

درخواستہائے دُعا

۱۔ عزیزم منور احمد نے امسال فرسٹ پروفیشنل (ایم۔ بی۔ بی۔ ایس) کا امتحان امتیاز سے پاس کیا ہے۔ الحمد للہ۔ عزیز نے کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں دوسری اور یونیورسٹی میں چوتھی پوزیشن حاصل کی ہے۔ احباب اس کی مزید کامیابیوں کے لئے دعا فرمائیں۔

(ظفر علی چند صدر پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ گکھڑ منڈی)

۲۔ مکرم بشیر احمد صاحب سپرنٹنڈنگ انجینئر لاہور پراونشل سرکل لاہور کے دو کے خالد بشیر جس کا پاؤں کا منڈن کاٹا گیا تھا۔ گنگا رام ہسپتال میں اپریشن ہوا ہے احباب ان کی صحت کاملہ وعاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔ نیز ان کے اپنے کاموں میں نمایاں کامیابی کے لئے درخواست دعا ہے۔

امراء اور صدر اصحاب سے ضروری گذارش

مجالس انصار اللہ کے نئے انتخابات کے لئے زعماء مجالس انصار اللہ کو خطوط کے ذریعہ توجہ دلائی گئی ہے اور کئی بار الفضل میں اعلانات کے ذریعہ یاد دہانی کرائی گئی ہے مگر ابھی تک بعض مجالس میں زعماء۔ زعماء اعلیٰ کا نیا انتخاب نہیں ہوا۔

اس اعلان کے ذریعہ امراء و صدر اصحاب سے گذارش ہے کہ وہ ازراہ کرم اپنی صدارت میں یا اپنے نمائندہ کی نگرانی میں زعماء۔ زعماء اعلیٰ کا انتخاب کروا کے نام منظوری کے لئے صدر محترم کی خدمت میں بھجوا دیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(قائد عمومی انصار اللہ مرکزیہ۔ ربوہ)

تعمیر مساجد ممالک بیرون اور کنٹریکٹر صاحبان

کنٹریکٹر صاحبان مشاورت ۱۹۵۲ء کے عہد کو پورا کرنے کے لئے ہر سال کے ٹھیکوں میں جو مجموعی منافع ہو اس میں سے ایک فیصد تعمیر مساجد ممالک بیرون کے لئے ادا فرما کر ثواب دارین حاصل فرمائیں۔ (وکیل المال اوّل تحریک جدید ربوہ)

اعانت الفضل

(۱) مکرم شیخ رحمت اللہ صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے دس احباب کے نام خطبہ نمبر جاری کروایا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مکرم شیخ صاحب کی صحت میں برکت اور ان کے کاروبار میں ترقی دے اور انہیں سلسلہ کی مزید خدمت بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔

(۲) مکرم شیخ عبد الوہاب صاحب سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کراچی کی ہمشیرگان امۃ الکریم صاحبہ قمر اور عائشہ پروین صاحبہ نے امسال میٹرک کا امتحان پاس کیا ہے۔ مکرم شیخ صاحب نے اس خوشی میں ایک مستحق کے نام سال بھر کے لئے خطبہ نمبر جاری کروایا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ان دونوں کی ہمشیرگان کو مزید علمی ترقیات عطا فرمائے۔ اور اپنے خاندان کے لئے بابرکت بنائے۔ آمین۔

(۳) مکرم شیخ نعیم الرحمن صاحب برادر اصغر شیخ عبد الوہاب صاحب نے بھی ۔۔۔ کے نام سال بھر کے لئے خطبہ نمبر جاری کروایا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ شیخ صاحب کو دینی اور دنیاوی نعمتوں سے مالا مال کرے۔ آمین۔

(۴) محترمہ امۃ الوہاب بیگم خورشید صاحبہ ملتان کینٹ نے ایک ضرورت مند کے نام سال بھر کے لئے خطبہ نمبر جاری کروایا ہے۔ احباب ان کی صحت و تندرستی اور دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے دعا فرماویں۔

(۵) چوہدری بشیر احمد صاحب کے شہر کراچی کو اللہ تعالیٰ نے تین بچیوں کے بعد فرزند عطا فرمایا ہے۔ جس کا نام منیر احمد رکھا گیا ہے۔ اس خوشی میں چوہدری صاحب مکرم نے ایک مستحق کے نام سال بھر کے لئے خطبہ نمبر جاری کروایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس صدقہ جاریہ کو قبول فرمائے اور ان کے اس فرزند کو صحت والی عمر عطا کرے آمین

(۶) مکرم مرزا عبد الرحیم بیگ صاحب قائد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے ایک سال کے لئے ایک ضرورت مند کے نام خطبہ نمبر جاری کروایا ہے۔ احباب ان کی دینی اور دنیاوی ترقیات کے لئے دعا فرمائیں۔

(۷) مکرم محمد جمیل صاحب چغتائی معتمد مجلس خدام الاحمدیہ کراچی نے ایک سال کے لئے کسی خواہشمند کے نام خطبہ نمبر جاری کروایا ہے۔ احباب مکرم چغتائی صاحب کی صحت و سلامتی کے لئے دعا فرمائیں۔ (مینجر الفضل ربوہ)

دعائے مغفرت

میری بیوی صغریٰ بیگم صاحبہ ایک لمبی بیماری کے بعد مورخہ ۱۱ جون بروز جمعرات وفات پا گئی ہیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ ہمارے گاؤں میں صرف ہمارا ہی گھرانہ احمدی تھا۔ میں جماعت احمدیہ ناروال کا ممنون ہوں کہ انہوں نے آکر قبر کی تیاری اور تکفین و تدفین میں میری مدد فرمائی۔ میں احباب جماعت کی خدمت میں مرحومہ کے لئے دعائے مغفرت اور نماز جنازہ غائب کی درخواست کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اپنے قرب میں جگہ دے۔ آمین

(رحمت اللہ ٹانک (سابق اسٹیشن ماسٹر ربوہ) کھوکھر کے ذیلی متصل ناروال ضلع سیالکوٹ)

ڈاکٹر جلال عبدہ وزیر خارجہ ایران

ایران کے نئے وزیر خارجہ ڈاکٹر جلال عبدہٗ اقوام متحدہ سے عازم تہران ہونے والے ہیں۔ انہوں نے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل ڈاکٹر ہیمرشولڈ کو اپنے اس ارادے کی اطلاع دے دی ہے۔ ڈاکٹر جلال عبدہ کی عمر اس وقت پچاس سال ہے۔ انہوں نے اٹھارہ سال پیشتر تہران میں سرکاری وکیل کے طور پر کام شروع کیا۔ ان دنوں تہران کے ایک بہت بڑے پولیس افسر کے خلاف رشوت اور بدعنوانی کا مقدمہ دائر کیا گیا تھا۔ ڈاکٹر عبدہٗ نے اس مقدمہ میں اتنی ہوشیاری سے وکیل استغاثہ کے فرائض انجام دئے کہ رائے عامہ اتنی متاثر ہوئی کہ ڈاکٹر عبدہٗ عام انتخابات میں کامیاب ہو کر ایرانی پارلیمنٹ کے رکن بن گئے۔ جہاں انہوں نے ۱۹۴۹ء تک نہایت خوش اسلوبی سے اپنے حلقے کی نیابت کی اس سے پیشتر ۱۹۴۵ء میں انہوں نے سان فرانسسکو کانفرنس میں ایران کی نمائندگی کی تھی۔ یہ وہ کانفرنس تھی جس میں اقوام متحدہ کا منشور تیار کیا گیا تھا ۱۹۴۹ء میں حکومت ایران نے ڈاکٹر عبدہ کو اقوام متحدہ کے ایرانی وفد کا متبادل نمائندہ مقرر کر دیا۔ ڈاکٹر عبدہٗ نے اقوام متحدہ میں اتنی شہرت پیدا کی کہ ان کا شمار اقوام متحدہ کے مصلح ارکان میں ہونے لگا۔ انہوں نے متعدد بار اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی کے خطرناک مباحثوں میں حصہ لے کر اپنی خداداد قابلیت کی بنا پر اپنا لوہا منوا لیا انہوں نے بارہا دو مخالف گروپوں میں مصالحت کنندہ کے فرائض انجام دے کر اقوام متحدہ میں متعین دوسرے ملکوں کے نمائندوں سے خراج تحسین حاصل کیا اس دوران میں ایران کی سیاسیات میں لاتعداد مدوجزر دیکھے گئے۔ لیکن ڈاکٹر جلال عبدہٗ کی متانت اور سنجیدگی میں سر مو فرق نہ آیا۔ حکومت ایران نے ان کی خدمات پر مسرت کا اظہار کر کے انہیں ۱۹۵۵ء میں اقوام متحدہ میں متعین ایرانی وفد کا کمیٹڈر مقرر کر دیا ڈاکٹر عبدہٗ ۱۹۵۷ء میں جنرل اسمبلی کے بارھویں اجلاس کی سیاسی کمیٹی کے صدر تھے۔ انہوں نے حفاظتی کونسل، انسانی حقوق کے کمیشن اور اقتصادی اور سماجی کونسل میں بھی ایران کی نمائندگی کے فرائض ادا کئے ہیں ۱۹۵۵ء میں وہ ایران کی طرف سے بنڈونگ کانفرنس میں ایرانی وفد کے قائم مقام لیڈر تھے۔ اگرچہ اب وہ اقوام متحدہ کے امور سے سبکدوش ہو کر تہران جا رہے ہیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ اقوام متحدہ کے کام میں دلچسپی لینا ترک کر دیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے ایک تو وزارت خارجہ کا عہدہ ہی ایسا ہے کہ وزیر خارجہ کو جہاں دوسری سفارتوں کی طرف پوری توجہ دینی پڑتی ہے۔ وہاں اسے اقوام متحدہ کی طرف خاص طور پر متوجہ رہنا پڑتا ہے۔ کیونکہ یہ عالمی ادارہ امن قائم کرنے کی اہم ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ اس سال کے آخر میں برطانوی کیمیرون میں استصواب ہونے والا ہے وہ اس کے ناظم اعلےٰ مقرر ہوئے ہیں انہوں نے اپنے اہم فریضہ کی ادائیگی کے لئے ابھی سے عملہ بھرتی کرنا شروع کر رکھا ہے وہ تہران جا کر بھی اقوام متحدہ کے صدر دفتر سے رابطہ قائم رکھیں گے اور اس سال کے آخر تک کیمیرون چلے جائیں گے تاکہ آزادانہ اور منصفانہ رائے شماری کے ذریعے کیمیرون کے دونوں حصوں کے عوام سے یہ دریافت کر سکیں کہ برطانوی اقتدار کے خاتمے کے بعد وہ کس قسم کی حکومت چاہتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اقوام متحدہ میں ڈاکٹر عبدہٗ نے برطانیہ کی کئی دفعہ سخت مخالفت کی ہے۔ پھر بھی جب اقوام متحدہ نے انہیں کیمیرون کا ناظم استصواب منتخب کیا تو برطانیہ نے اس انتخاب کو بلا عذر منظور کر لیا حالانکہ برطانیہ کو علم تھا کہ قبرص اور نہر سویز کے معاملے میں ڈاکٹر عبدہٗ نے ہمیشہ ترکوں اور مصریوں کے مفاد کی حمایت کی تھی اور برطانیہ کے مفاد کو کسی وقت بھی مدِ نظر نہیں رکھا تھا۔

یہ انتخاب ڈاکٹر عبدہٗ کی ذاتی قابلیت اور ان کی محنت شاقہ پر دال ہے۔ ڈاکٹر عبدہٗ مسلم ممالک کے اتحاد کے حامی ہیں۔ ان کی ہمیشہ ہی کوشش رہی ہے کہ عربوں اور مغربی ممالک میں پورا اتحاد رہے۔ انہوں نے فلسطین کے عرب مہاجرین کے مفاد کی ہمیشہ ترجمانی کی ہے۔ ڈاکٹر عبدہٗ ننگے سر پیدل چلنے اور سعا لیعے کے بڑے شائق ہیں۔ وہ تفریح طبع کے لئے کئی دفعہ گنگناتے بھی سنے گئے۔ ان کا شمار ایران کے مشہور ادیبوں میں ہوتا ہے۔

درخواست دعا

خاکسار کے گلے کے نیچے سے رگیں پھولی ہوئی ہیں۔ جس کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے علاج کرنے سے پہلے کی نسبت قدرے افاقہ ہے۔ احباب جماعت و درویشان قادیان سے التجا ہے کہ مکمل شفایابی کے لئے دعا فرمائیں۔

(بشیر احمد مددگار کارکن الفضل)

خلافت کا نظام کیوں ضروری ہے

(بقیہ صفحہ ۴)

یہ وہ جذبات ہیں جو خلیفہ برحق کو اپنے نبی متبوع سے وراثت میں ملتے ہیں اور یہی وہ جذبات ہیں جو خلیفہ برحق کو باقی ہر قسم کے تمام منتظمین و لیڈروں سے ممتاز کر دیتے ہیں۔ بلکہ اگر غور سے دیکھا جائے تو خلیفہ برحق ہوتا ہی وہ ہے جو اپنے نبی متبوع کا ان جذبات میں صحیح جانشین ہو۔ کیونکہ الہٰی سلسلوں میں اصلاح ہمیشہ روح کی کی جاتی ہے جس کے لئے کسی اکراہ کی ضرورت نہیں بلکہ روح کی پاکیزگی اور قوت متاثرہ کی ضرورت ہے۔

خلیفہ برحق اپنی جماعت کے لئے رحمانی انوار و برکات و تائیدات کے حصول کے واسطے رات کو قادر مطلق کے حضور سجدہ ریز رہتا ہے تو دن کو ان کی ہمدردی شفقت کی وجہ سے ایسی تکالیف شاقہ برداشت کرتا ہے کہ گویا ایک موت قبول کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی جماعت کا ہر فرد اپنے خلیفہ کی طرف اس طرح دوڑتا ہے جس طرح خطرہ کے وقت بچہ ماں کی طرف لپکتا ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ اپنے خلیفہ کی آواز پر جان و مال دولت غرضیکہ ہر چیز کو نے کر لبیک کہتا ہے اور ایسی ایسی قربانیاں کر جاتا ہے کہ باقی دنیا ان کو پاگل اور دیوانہ سمجھ لیتے ہیں

یہی قربانیاں اسلام کی ترقی کے لئے بنیاد کا کام دیتی ہیں۔ اس کے برعکس کیا نام نہاد امیر اور انجمنیں اس قسم کی قربانیاں کرواسکتی ہیں۔ ہرگز نہیں۔ ان میں نہ تو قرب الہٰی اور تقویٰ کی باریک راہوں کا سوال پیدا ہوتا ہے اور نہ ہی ان میں مخلوق خدا سے وہ بے لوث ہمدردی پائی جاتی ہے جو دلوں کو اپنی طرف کھینچ لے۔ غرض یہ وہ جذبات جو دراصل ایک ہی جذبہ ہے خلیفہ برحق کے وجود کو دنیا کے باقی تمام لیڈروں، امیروں، انجمنوں سے ممتاز کر دیتا ہے۔ جب تک خلافت حقہ کا وجود قائم ہے تب تک اس دنیا میں عشق و وفا کی آگ بھی سلگ رہی ہے۔ اور اسی وقت تک ہی کثرت سے انوار الہٰی۔ برکات الہٰی اور تائیدات سماوی بھی جاری ہیں اور عشق و وفا اور تائیدات خداوندی کے بغیر تو یہ سونی ہے۔

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی ہے اور تزکیہ نفوس کرتی ہے۔

آسٹریلیا کے سراغ رساں

اس مہذب اور متمدن دنیا جس میں سائنس کی ترقی نے ناممکن کو ممکن کر دکھایا ہے براعظم آسٹریلیا میں آج بھی اسی ہزار کے قریب ایسے باشندے ہیں جنہوں نے اس تہذیب و تمدن اور ترقی کا کوئی اثر قبول نہیں کیا ہے ان لوگوں کی تہذیب پتھر کے زمانے کی تہذیب سے بہت کچھ ملتی جلتی ہے۔

براعظم آسٹریلیا میں گورے نسل کے باشندوں کی آمد ۱۷۸۸ء میں شروع ہوئی تھی۔ اس وقت یہی لوگ شمالی آسٹریلیا کے بے آب و گیاہ جنگلات میں رہتے ہیں۔ ان جنگلات میں کھیتی باڑی کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ان لوگوں کی گزر اوقات کا دارومدار شکار پر ہے۔ قدرت نے ان لوگوں کو شکار میں مہارت تامہ عطا کی ہے۔ ان میں بصارت کی بھی غیر معمولی سراغرسانی کی دھاک اس قدر بیٹھی ہوئی ہے کہ بسا اوقات پولیس ان قدیم باشندوں کو اس لئے ملازم رکھتی ہے کہ ان کی مدد سے جنگل میں چھپے ہوئے مجرموں کا سراغ لگا سکے۔ گم شدہ بچوں کا کھوج لگانے میں بھی ان کی خدمات حاصل کی جاتی ہیں۔

یہ سیاہ فام فوجی شہروں کے اندر بھرے بازاروں میں بھی کھوج لگا لیتے ہیں۔ کوئنز لینڈ میں ایک شخص کے یہاں چوری ہوگئی ایک فوجی اس کے نقش پا کی تلاش میں تھا کہ بارش ہو جانے کی وجہ سے تمام نقوش معدوم ہو گئے اس کے دس روز کے بعد اس فوجی نے ڈاکخانے کے باہر پاؤں کے ویسے ہی نشانات پہچان لئے اور ہزاروں آدمیوں کے پاؤں کے نشانات میں سے وہ مخصوص کو دیکھتا ہوا ایک ہوٹل میں پہنچا۔ اور آخر چور کو پکڑانے میں کامیاب ہو گیا

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آسٹریلیا کے ان سیاہ فام باشندوں کو قدرت کی طرف سے اس قسم کی خاص صلاحیتیں ودیعت ہوئی ہیں۔ لیکن ڈاکٹروں کا خیال ہے کہ ان کے حواس بالکل عام آدمیوں کے سے ہیں۔ البتہ ان لوگوں نے کھوج لگانے کی خاص تربیت حاصل کی ہوتی ہے یہ لوگ زمین سونگھ کر کوسوں دور لگی ہوئی آگ کا اندازہ لگا لیتے ہیں۔ زمین سے کان لگا کر دور فاصلے سے آنے والے گھوڑوں کی ٹاپ سن کر بتا دیتے ہیں۔ اور ان کے اس فن کی بدولت آسٹریلیا میں بڑا سے بڑا مجرم بھی زیادہ دنوں تک چھپا ہوا نہیں رہ سکتا۔ (ماخوذ)

ٹائم ٹیبل طارق ٹرانسپورٹ کمپنی ربوہ

					شام	
برائے لاہور	۵-۱۵	۷-۱۵	۹-۳۰	۱	۳	۷
سرگودھا خوشاب	۵-۸	۱۲-۲	۲-۳۰	۷-۱۵	۹-۱۵	۱۱-۱۵

گاڑی کی بارش یا سواری کی زیادتی کی وجہ سے چند منٹ لیٹ ہو سکتی ہے

اڈہ انچارج طارق ٹرانسپورٹ کمپنی ربوہ

"حکومت سروسز کی سکریننگ جلد از جلد مکمل کرنا چاہتی ہے"

سرکاری ملازموں کے نام صدر محمد ایوب کا پیغام

نتھیا گلی ۲۹ جون - صدر جنرل محمد ایوب خان نے سرکاری ملازموں کے نام ایک پیغام میں کہا ہے کہ "میری حکومت اپنے آپ کو اس فرض کا پابند سمجھتی ہے کہ سرکاری ملازموں کی سکریننگ کا کام جلد از جلد مکمل کرلے - تاکہ بد عنوانی کا خاتمہ ہو اور ان افراد کو نکالا جا سکے جو نااہلی یا خویش پروری اور اقربا نوازی کے مرتکب ہیں -

صدر ایوب نے یہ پیغام ہنگامی چھان بین کے بعد مرکزی سروسوں کے چوراسی افسروں کی برطرفی، جبری ریٹائرمنٹ یا تنزل کے فیصلے کے اعلان کے ساتھ جاری کیا ہے۔

جنرل ایوب نے اپنے پیغام میں سرکاری ملازمین کو ذیل کی نصیحتیں کی ہیں - (۱) دیانتداری کو اپنا شعار بنائیں - (۲) محنت کی عادت ڈالیں - (۳) دیانت اور حق پسندی پر قائم ہوں - (۴) اپنے آپکو پاکستان اور اہل پاکستان کی خدمت کے لئے وقف کر دیں -

آپ نے کہا "میری حکومت نے ہر شخص کو اظہار وجوہ اور سکریننگ کمیٹی کی سفارشات کے خلاف تقرر کنندہ حکام سے اپیل کرنے کا موقع دیا۔ اس کے بعد کابینہ کی ایک کمیٹی نے جس میں عدلیہ اور انتظامیہ دونوں کے ذہین اور قابل افراد شامل تھے ان پر دوبارہ غور کیا ہے - چنانچہ یہ سکریننگ عام حکیمانہ تحقیقات سے زیادہ حزم و احتیاط سے کی گئی۔

صدر نے کہا ملک میں رشوت ستانی اور بد عنوانی کی شکایات بہت عام تھیں لیکن انقلاب سے قبل کے قوانین اتنے نرم تھے کہ کسی سرکاری ملازم کو نااہلی یا بد عنوانی کی بنا پر ملازمت سے علیحدہ کرنا گویا ناممکن تھا - اسی وجہ سے میری حکومت نے ان خرابیوں کے انسداد کے لئے سرکاری ملازموں کی فوری سکریننگ کا کام مکمل کیا۔

صدر نے اعلان کیا کہ حکومت نے کابینہ کے ایک سیکرٹری اور مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کے سیکرٹریوں پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر کی ہے جو اس مقصد کے تحت سفارشات پیش کریگی کہ سرکاری سروسز میں کونسا طریق کار اختیار کیا جائے جس کے تحت دیانت اور محنت سے کام کرنے والوں کے راستے میں وہ لوگ حائل نہ ہو سکیں جو ان صفات کے اہل نہیں ہیں لیکن ان سے سینئر ہیں۔

صدر مملکت نے اپنے بیان میں اس امر پر افسوس کا اظہار کیا ہے کہ بہت سے افسروں کو ملازمت سے علیحدہ کیا جا رہا ہے ان میں چند ایک بڑے قابل اور تجربہ کار افسر بھی ہیں لیکن عوام کے وسیع تر مفادات کے پیش نظر انہیں سبکدوش کر دینا ضروری ہے ۔ حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ جن افسروں کو جبراً ریٹائر کیا جائے انکی ملازمت کے تناسب سے انہیں پنشن یا صلہ خدمت دے دیا جائے ۔ لیکن اگر بعد میں کسی عدالت نے ان میں سے کسی کو بد اعمالی کا مرتکب گردانا تو حکومت کو یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ اس کی ساری پنشن یا اس کے ایک حصے کو ضبط قرار دیدے ۔ اس واقعہ سے ہنگامی سکریننگ کا خاتمہ ہو جائیگا ۔ لیکن مستقبل کے لئے حکومت کو ایسے قاعدے وضع کر لینے چاہئیں جن کی بنا پر وہ جلد اور موثر طریقے پر انضباطی کارروائی کر سکے "

صدر مملکت نے اپنے پیغام میں بعض سرکاری افسروں کے کام کی تعریف کی ہے اور کہا کہ انقلاب سے اب تک افسروں کی اکثریت نے نہایت اچھے کردار کا ثبوت فراہم کیا ہے ۔ صدر نے کہا ہے "میں اس موقعہ پر طلائیہ ان کے جذبہ وطن پرستی اور احساس فرض کی داد دیتا ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ قوم کے شاندار مستقبل کے پیش نظر عوام کی خدمت میں زیادہ سے زیادہ حصہ لیتے رہیں ۔ میں سرکاری ملازموں کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ جبتک وہ دیانتداری اور انصاف سے فرض کی ادائیگی میں مصروف رہیں گے انہیں خوفزدہ ہونیکی کوئی وجہ نہیں"۔

پروگرام دورہ ناظر بیت المال

قبل ازیں متعلقہ جماعتوں کو بذریعہ ڈاک بھی اطلاع بھجوائی جا چکی ہے کہ مندرجہ ذیل جماعتوں کے معائنہ کے لئے خاکسار دورہ کریگا - ان جماعتوں کے عہدیداران اور احباب کی اطلاع کے لئے دورہ کا پروگرام نیچے درج ہے - اس دورہ میں نظارت بیت المال سے متعلقہ امور کے علاوہ دوسری نظارتوں کے متعلق بھی جماعتوں کی کارگزاری کا جائزہ لیا جائے گا۔

پروگرام

مقام	عرصہ معائنہ	دن
کوئٹہ	۳/۷/۵۹ تا ۶/۷/۵۹	جمعہ تا منگل
حیدر آباد	۹/۷/۵۹ تا ۱۱/۷/۵۹	جمعرات تا ہفتہ
کراچی	۱۳/۷/۵۹ تا ۱۷/۷/۵۹	پیر تا جمعہ

(ناظر بیت المال)

ولادت

مکرم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب دیالگڑھی مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہاں اللہ تعالیٰ نے دوسرا فرزند عطا فرمایا ہے۔ اس کا نام محمد یونس تجویز کیا گیا ہے ۔ احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ اس نومولود کو باصحت اور درازی عمر عطا کرے - اور خادم دین بنائے ۔

(مینیجر الفضل)

تعزیتی قرار دادیں

(بقیہ صفحہ اوّل)

(۲) مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ

محترم خان صاحب مولوی فرزند علی صاحب سابق ناظر بیت المال و امام مسجد لنڈن (جو مجلس عاملہ انصار اللہ مرکزیہ کے بھی رکن رہ چکے ہیں) کی وفات پر گہرے رنج والم کا اظہار کرتی ہے ۔ مرحوم ایک لمبے عرصہ تک اسلام اور احمدیت کی نمایاں خدمات بجا لاتے رہے ۔ آپ کی زندگی اخلاص اور خدمت دین کا ایک شاندار نمونہ تھی ۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور جملہ پسماندگان کا خود حافظ و ناصر ہو۔

اعانت الفضل

محترمہ بیگم صاحبہ عزیز الدین احمد صاحب زرگر لاہور نے اپنے لڑکے عزیزم نصیر احمد صاحب کے میٹرک کے امتحان میں ۵۷۷ نمبر حاصل کرنے اور عزیزم محمد اعظم صاحب کی شادی کی خوشی میں مبلغ ۔/۱۰ روپے بطور اعانت الفضل ارسال کئے ہیں ۔ احباب دعا فرمائیں کہ یہ خوشی ان کے لئے اللہ تعالیٰ مبارک کرے ۔

(مینیجر الفضل)

اعلان نکاح

میری لڑکی عزیزہ بیگم کا نکاح ہمراہ غلام سرور آزاد ولد چوہدری لعل خاں صاحب بعوض ایک ہزار روپیہ حق مہر مکرم مولوی عبد المغنی صاحب امیر جماعت احمدیہ جہلم نے مسجد احمدیہ میں بعد نماز ظہر پڑھایا ۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین کے لئے بابرکت کرے ۔ آمین ۔

چوہدری رحمت خاں

معرفت امیر جماعت احمدیہ جہلم